بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

جواب سے پہلے بطورِ تمہید واضح رہے کہ:

(الف)۔۔جس شخص پر خروجِ ریح یا دیگر نواقضِ وضو مثلاً خروجِ نجاست میں سے کوئی عارضہ لاحق ہو جائے اور کسی بھی نماز کا وقت اس طرح گذر جائے کہ درمیان میں وضو کر کے صرف فرض پڑھنے کا بھی موقعہ نہ ملے (مثلاً پانچ، چھ منٹ کا وقفہ بھی نہ ملے) تو ایسا شخص شرعاً معذور کہلاتا ہے۔

(ب)۔۔مذکورہ بالا تعریف کے مطابق جو شخص شرعاً معذور قرار پائے تو اس پر معذور کا حکم باقی رہنے کیلئے ہر نماز کے وقت میں ایک مرتبہ اس عذر کا پیش آجانا کافی ہے، مستقل جاری رہنا لازم نہیں، البتہ اگر ایک نماز کا وقت اس طرح گذر جائے کہ اس میں ایک مرتبہ بھی وہ عذر پیش نہ آئے تو پھر وہ شخص معذور نہیں رہے گا۔

(ج)۔۔معذورِ شرعی کا حکم یہ ہے کہ اس کیلئے ہر نماز کے وقت میں نیا وضو کرنا ہو گا، پھر اس وضو سے وقت میں جتنی نمازیں چاہے خواہ فرض وواجب ہوں یا سنت و نفل، ادا ہوں یا قضا سب پڑھ سکتا ہے، وقت کے اندر اس عذر یا کئی سارے اعذار جن کی وجہ سے آدمی معذور ہوا ہے، ان کے پیش آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ ان اعذار کے علاوہ کوئی اور سبب وضو ٹوٹنے کا پایا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اسی طرح نماز کا وقت ختم ہونے سے بھی خود بخود وضو ٹوٹ جائے گا۔

اس تمہید کے بعد سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔اگر مذکورہ شخص کا خروجِ ریح کے ساتھ پیٹ بھی اس قدر جاری ہے کہ اس کو پائخانہ روکنے پر قدرت نہیں اور نماز کے پورے وقت میں اس کو پاکی کے ساتھ فرض پڑھنے کا اتنا وقفہ بھی نہیں ملتا جس میں وضو کر کے اختصار کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکے تو یہ شخص خروجِ ریح کے عذر کی طرح اس دوسرے عذر میں بھی شرعاً معذور سمجھا جائے گا، اور ایسے شخص کیلئے ہر نماز کے وقت میں وضو کر لینا کافی ہو گا۔

جہاں تک نیند کا تعلق ہے تو چونکہ نیند فی نفسہ ناقضِ وضو نہیں ہے بلکہ نیند کی حالت میں استرخاءِ مفاصل ہونے کی وجہ سے خروجِ ریح کا امکان ہوتا ہے اس لئے اس کو ناقضِ وضو قرار دیا گیا ہے، لہٰذا جو شخص خروجِ ریح کی

(جاری ہے۔۔۔)

وجہ سے شرعاً معذور ہوچکا ہو تو اس کے حق میں پہلے سے ہی خروجِ ریح ناقضِ وضو نہیں تو خروجِ ریح کے امکان کی وجہ سے نیند بھی ناقضِ وضو نہیں ہو گی۔

(۲)۔۔۔مذکورہ معذور شخص کے مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے میں اگر مسجد کے نجاست اور گندگی سے ملوّث ہونے کا خطرہ نہ ہو تو یہ شخص مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے، البتہ اگر مسجد کے نجاست میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر گھر میں نماز ادا کرنی چاہئے۔ نیز یہ معذور شخص ایک مرتبہ وضو کر لینے کے بعد نماز کا وقت نکلنے سے پہلے نماز، تلاوت اور قرآن مجید کو ہاتھ بھی لگا سکتا ہے اور دیکھ کر تلاوت بھی کر سکتا ہے اور دینی مجالس و اجتماعات میں جانے کیلئے وضو شرط نہیں ہے، البتہ اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ لوگوں کو ایذا نہ ہو۔

واضح رہے کہ جو شخص مذکورہ بالا کیفیت کے مطابق شرعاً معذور نہ ہو بلکہ اس کو وقت میں کبھی کبھی عذر لاحق ہوتا ہو اور پاکی کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ مل جاتا ہو تو اس شخص کیلئے مسجد کی جماعت کی پابندی لازم نہیں، بلکہ وقت کے اندر اندر جب عذر سے خالی ہو تو اپنی نماز گھر میں بھی ادا کر سکتا ہے

(۳،۴)۔۔۔اگر کوئی شخص اعذار کی وجہ سے شرعاً معذور قرار پائے تو چونکہ نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد دوبارہ خروجِ ریح سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے اس کو نماز پوری توجہ سے پڑھنی چاہئے اور صرف فرائض و واجبات پر اکتفاء کرنا درست نہیں، بلکہ نماز کی سنتوں کا اہتمام بھی ضروری ہے، اسی طرح نماز سے پہلے اور بعد کی سننِ مؤکدہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے، بلا عذر جان بوجھ کر سننِ مؤکدہ چھوڑنے کی صورت میں وہ گناہگار ہو گا۔ لیکن اگر شخصِ مذکور شرعی معذور نہ قرار پائے اور سنتیں ادا کرنے کی صورت میں وہ پاکی کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو پاکی کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے بوقتِ مجبوری صرف فرائض اور واجب مثلاً وتر پر اکتفاء کر سکتا ہے۔

(۵)۔۔۔اس مسئلہ کا جواب تمہید میں گذر چکا ہے کہ اگر خروجِ ریح یا خروجِ نجاست کا عذر اتنا زیادہ ہو کہ وضو کرنے کا بھی موقعہ نہ ملتا ہو تو ایسے شخص کیلئے ہر نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کر لینا کافی ہے خواہ دورانِ وضو ریح خارج ہوتی رہے۔ لیکن اس حالت میں مروجہ اونی یا سوتی موزوں پر مسح جائز نہیں، البتہ اگر چمڑے کے موزے ہوں تو پھر ان پر مسح کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

(۶)۔۔۔ مسئولہ صورت میں اگر حمل میں روح پڑگئی ہو (جس کی مدت فقہاءِ کرامؒ نے چار مہینے بیان کی ہے) تو اس حمل کو ساقط کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے، البتہ اگر ابھی تک حمل کو چار ماہ نہ ہوئے ہوں اور بچے میں روح نہ پڑی ہو اور عورت نے اپنے فعل پر نادم ہو کر سچی توبہ کرلی ہو اور آئندہ زنا کے قریب نہ جانے کا عزم کرلیا ہو اور زنا کا حمل ظاہر ہونے میں زانیہ کی رسوائی اور قتل و قتال اور لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی جان بچانے کیلئے چار ماہ کے اندر اندر اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے، البتہ جو لوگ برائی کے عادی ہوں اور وہ گناہ چھپانے کیلئے اسقاطِ حمل کا ارتکاب کرتے ہوں تو ان کا یہ فعل ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی کسی ڈاکٹر کیلئے ان کے ساتھ اس بارے میں تعاون جائز ہے۔ (ماٴخذہ تبویب:۶۹/ ۸۴۳، ۱۰/ ۱۵۰۸)

(۷)۔۔۔ DSOP FUND یعنی ڈیفنس سروسز آفیسرز پراویڈنٹ فنڈ اگر پراویڈنٹ فنڈ کی طرح ہے تو اس کی کٹوتی دو طرح سے ہوتی ہے،

۱۔۔ محکمہ کی طرف سے جبری کٹوتی، جس میں ملازم کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ ۲۔۔ ملازم کی طرف سے اختیاری کٹوتی۔

پہلی قسم کی کٹوتی میں چونکہ ملازم کا کوئی اختیار نہیں ہوتا تو اس صورت میں ملازم کیلئے یہ کٹوتی اور اس سے حاصل شدہ نفع جائز ہے۔ البتہ اس جبری کٹوتی کے علاوہ ملازم اپنے اختیار سے جو رقم کٹواتا ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ملازم کو یہ معلوم ہو کہ اس کے فنڈ کی رقم کسی جائز کاروبار میں لگائی جائیگی تو اس کیلئے یہ رقم کٹوانا اور اس پر نفع لینا جائز ہے، لیکن اگر یہ رقم حرام کاروبار میں لگائی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف)۔۔۔ ادارہ یہ حرام نفع خود وصول کرے اور اپنے مرکزی اکاؤنٹ میں جمع کرے (جبکہ مرکزی اکاؤنٹ کا اکثر سرمایہ حلال ہو) اور وہاں سے ملازم کو اپنے وقت پر یہ نفع ملے تو ملازم کے لئے لینے کی گنجائش ہے۔

(ب)۔۔۔ ادارہ یہ حرام نفع خود وصول نہ کرے بلکہ ملازم کو خود جا کر بینک یا انشورنس کمپنی سے وصول کرنا پڑے تو ایسی صورت میں ملازم کیلئے اپنی طرف سے کٹوتی کی رقم نیز ادارے کی طرف سے جمع کردہ رقم کے علاوہ نفع کے نام سے جو رقم شامل ہوگی اسے وصول کرنا اور اپنے استعمال میں لانا بھی جائز نہیں۔

(ماٴخذہ تبویب:۲۰/ ۱۴۲۴)

(جاری ہے۔۔۔)

(۸)--- **باوضو شخص کے ناخن کاٹنے یا بازو پر خارش کرنے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ اگر بازو پر کوئی ایسا زخم ہو جس پر خارش کرنے سے خون یا پیپ وغیرہ نکل کر بہہ پڑے تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔**

الدر المختار (١/ ٣٠٥):

(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)

بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث (ولو حكما) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (في حق الابتداء، وفي) حق (البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت) ولو مرة (وفي) حق الزوال يشترط (استيعاب الانقطاع) تمام الوقت (حقيقة) لأنه الانقطاع الكامل. (وحكمه الوضوء) لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض) اللام للوقت كما في - {لدلوك الشمس} [الإسراء: ٧٨]- (ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى (فإذا خرج الوقت بطل) أي: ظهر حدثه السابق، حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه.

وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد أو ضحى لم يبطل إلا بخروج وقت الظهر.......... (و) المعذور (إنما تبقى طهارته في الوقت) بشرطين (إذا) توضأ لعذره و (لم يطرأ عليه حدث آخر، أما إذا) توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال أو توضأ لعذره ثم (طرأ) عليه حدث آخر، بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر (فلا) تبقى طهارته.

حاشية ابن عابدين (١/ ٣٠٥):

(قوله: أو استطلاق بطن) أي: جريان ما فيه من الغائط **(قوله: أو انفلات ريح)** هو من لا يملك جمع مقعدته لاسترخاء فيها نهر.......... **(قوله: ولو حكما)** أي: ولو كان الاستيعاب حكما بأن انقطع العذر في زمن يسير لا يمكنه فيه الوضوء والصلاة فلا يشترط الاستيعاب الحقيقي في حق الابتداء

(جاری ہے---)

كما حققه في الفتح والدرر، خلافا لما فهمه الزيلعي كما بسطه في البحر، قال الرحمتي: ثم هل يشترط أن لا يمكنا مع سننهما أو الاقتصار على فرضهما؟ يراجع. اهـ. أقول: الظاهر الثاني، تأمل.......(**قوله: فإذا خرج الوقت بطل**) أفاد أن الوضوء إنما يبطل بخروج الوقت فقط لا بدخوله خلافا لزفر، ولا بكل منهما خلافا للثاني وتأتي ثمرة الخلاف

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (ص: ٥٩):

قوله (وإنما الحدث ما لا يخلو عنه النائم) صححه في السراج واختاره الزيلعي مقتصرا عليه وحكي في التوشيح الإتفاق عليه وتفرع على الخلاف ما ذكره العلامة الشلبي في حاشية الزيلعي

ونصه سئلت عن شيخ به إنفلات ريح هل ينتقض وضوءه بالنوم فأجبت بعدم النقض بناء على ما هو الصحيح أن النوم نفسه ليس بناقض وإن الناقض ما يخرج ومن ذهب إلى أن النوم نفسه ناقض لزمه نقض وضوء من به إنفلات ريح بالنوم والله تعالى أعلم اه

حاشية ابن عابدين (١/ ١٤١): (مطلب نوم من به انفلات ريح غير ناقض)

وأقول: ينبغي أن يكون عينه ناقضا اتفاقا فيمن فيه انفلات ريح إذ ما لا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالمتوهم أولى نهر.

قلت: فيه نظر والأحسن ما في فتاوى ابن الشلبي، حيث قال: سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم؟ فأجبت بعدم النقض، بناء على ما هو الصحيح من أن النوم نفسه ليس بناقض، وإنما الناقض ما يخرج. ومن ذهب إلى أن النوم نفسه ناقض لزمه النقض

حاشية ابن عابدين (٦/ ٣٧٤):

وفي الذخيرة: لو أرادت إلقاء الماء بعد وصوله إلى الرحم قالوا إن مضت مدة ينفخ فيه الروح لا يباح لها وقبله اختلف المشايخ فيه والنفخ مقدر بمائة وعشرين يوما بالحديث اهـ قال في الخانية: ولا أقول به لضمان المحرم بيض الصيد لأنه أصل الصيد، فلا أقل من أن يلحقها إثم وهذا لو بلا عذر اهـ ويأتي تمامه قبيل إحياء الموات والله أعلم.

(جاری ہے۔۔۔)

فتح القدير (٧/ ٢٩٦):

وَهَلْ يُبَاحُ الْإِسْقَاطُ بَعْدَ الْحَبَلِ ؟ يُبَاحُ مَا لَمْ يَتَخَلَّقْ شَيْءٌ مِنْهُ ثُمَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ ، قَالُوا : وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إلَّا بَعْدَ مِائَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا ، وَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّهُمْ أَرَادُوا بِالتَّخْلِيقِ نَفْخَ الرُّوحِ وَإِلَّا فَهُوَ غَلَطٌ لِأَنَّ التَّخْلِيقَ يَتَحَقَّقُ بِالْمُشَاهَدَةِ قَبْلَ هَذِهِ الْمُدَّةِ

الفتاوى الهندية (٥/ ٣٥٦):

وإن أسقطت بعد ما استبان خلقه وجبت الغرة كذا في فتاوى قاضي خان العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز وإن كان غير مستبين الخلق يجوز وأما في زماننا يجوز على كل حال وعليه الفتوى كذا في جواهر الأخلاطي وفي اليتيمة سألت علي بن أحمد عن إسقاط الولد قبل أن يصور فقال أما في الحرة فلا يجوز قولا واحدا وأما في الأمة فقد اختلفوا فيه والصحيح هو المنع كذا في التتارخانية........ **واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب**

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۴۔رجب المرجب۔۱۴۳۴ھ

۱۵۔مئی۔۲۰۱۳ء

(جاری ہے۔۔۔)